

پاکستان میں مجسمہ سازی اور آرکیٹیکچرل ریلیف کی تاریخ

History of Sculpture and Architectural Relief in Pakistan

یہ باب قدیم دور سے لے کر موجودہ تاریخی یادگاروں تک محسوس اور آرکیٹیکچرل ریلیف کی کچھ مثالوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں پاکستان کے دو ممتاز مجسمہ سازوں اور اس شعبے میں ان کی خدمات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

5.1 وادیِ سندھ سے ملنے والی مہریں (Seals)

مہر موم، مٹی اور کاغذ جیسی سطحوں پر نشانات نقش کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے اس پر ڈیزائن کنڈا ہوتا ہے اور یہ ریلیف مجسمے کی صورت ایک صورت ہوتی ہے۔ وادیِ سندھ میں کھدائی کے دوران ملنے والے نوادرات میں مہریں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس دور میں مہریں تجارتی مقاصد، ڈاک ٹکٹوں کے طور پر، پیغامات کی ترسیل کے لیے، یا انفرادی دستخط کے طور پر استعمال کی جاتی ہوں گی۔ اس دور میں مہروں کو مربع، مستطیل، دائرے، بیضوی، گول اور ڈسک کی شکل میں تراشا گیا تھا۔ ان کا سائز ایک انچ سے 25.1 انچ سے بھی کم تھا۔ یہ اپنے چھوٹے سائز کی وجہ سے وادیِ سندھ کے دیگر دستکاریوں کے مقابلے میں صدیوں بعد بھی اچھی حالت میں محفوظ ہیں (شکل 5.1)۔ ان کو مختلف پتھروں مثلاً سٹینڈل پتھر، چونا پتھر اور سنگ مرمر میں بنایا گیا تھا۔ ملنے والی زیادہ تر مہریں سٹینڈل میں کھدی ہوئی ہیں کیوں کہ اسے آسانی سے تراشا جاسکتا ہے۔ پتھر کو کٹنے اور تراشنے کے لیے دھات کے اوزار استعمال کیے جاتے تھے۔ نقش و نگار کے بعد، پتھر کو کیمیائی مرکب الکی Alkali سے ڈھانپ دیا جاتا تھا اور پھر چمک پیدا کرنے کے لیے گرم کیا جاتا تھا۔



شکل 5.1: مہریں اور ان کے نقش

وادی سندھ سے ملنے والی زیادہ تر مہروں کا ڈیزائن دو حصوں پر مشتمل ہے، ایک میں تصویر اور دوسرا تحریر پر مبنی ہے۔ کچھ مہروں میں علامتی شکلیں بھی ہیں جیسے دائرے اور نقطے، لکیری نمونے، کرس کراس پیٹرن یا پیپل کے پتے وغیرہ۔ مہر کے پچھلے حصے میں ایک سوراخ ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے انگوٹھی کی طرح پہنا جاتا ہوگا یا پھر لٹکا یا جاتا ہوگا۔

کندہ کی ہوئی تصاویر جانوروں کے قدرتی اجسام اور بعض اوقات اسٹائلائزڈ انسانی جسموں پر مشتمل ہیں۔ جن جانوروں کو دکھایا گیا ہے ان میں شیر، ہاتھی، ایک سینگ والا ہندوستانی گینڈا، خرگوش، مگر، مچھ، ہرن، براہمن بیل، یونیکارن اور بہت سے جانوروں کی شکلیں شامل ہیں۔



شکل 5.2: ایک یونیکورن کی عکاسی کرنے والی مہر

مہر پر ایک یونیکارن کی عکاسی

اس مہر پر ایک سینگ والے بیل کو بنایا گیا ہے، جسے یونیکورن کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ جانور زیادہ تر مہروں میں بنایا گیا ہے (شکل 5.2)۔ ایک ہی سینگ کے ساتھ اس جانور کی ایک طرفہ (Profile View) عکاسی اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس وقت کافر کا بھی پرسپیکٹیو (Perspective) کے اصولوں سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ سینگوں کی اوور لپنگ (Overlapping) دکھانے میں بھی ماہر تھا۔ یہ مہر ایک قدرتی انداز میں تراشی گئی ہے جس میں منحنی خطوط، شکلیں اور پٹھوں کے اُبھار کو سیدھی سطح پر مہارت سے تراشا گیا ہے۔ مہروں کے اوپری حصے پر ایک تحریر موجود ہے جس کی زبان کو ابھی تک سمجھا نہیں جا سکا۔

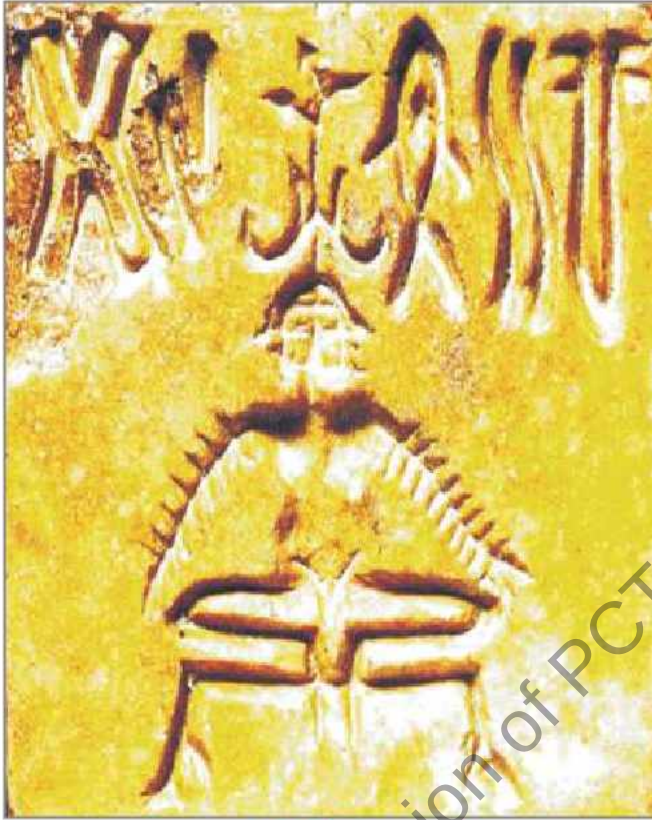
تین سروا لے جانور کے ساتھ مہر

مونہ جوڈو (شکل 5.3) سے ایک مربع شکل کی مہر دریافت کی گئی ہے جس میں تین سروا لے جانور کی تصویر کشی کی گئی ہے، جو سرمی بھوری رنگ کے اسٹیلٹس میں کھدی ہوئی ہے۔ دکھائے گئے تین جانور بیل، یونیکارن اور ہرن ہیں، یہ سب دوسری مہروں الگ الگ بنائے گئے ہیں جبکہ اس مہر میں ان تینوں کے سر ایک ہی دھڑ کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ اس پراسرار جانور کے ساتھ تحریر کی دوسری بھی موجود ہیں۔



شکل 5.3: ایک تین سروا لے جانور کے ساتھ مہر

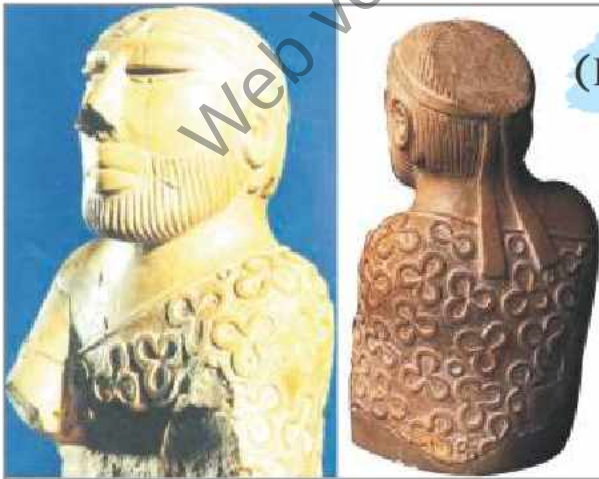
مہر پر ایک یوگی کی عکاسی



شکل 5.4: ایک یوگی شکل کے ساتھ مہر

ایک مربع شکل کی مہر پر ایک یوگی کی عکاسی کی گئی ہے (شکل 5.4)۔ نشست دار پوزیشن میں یوگی تخت پر براجمان نظر آتا ہے۔ اس مہر میں جانوروں کی قدرت سے قریب عکاسی نظر نہیں آتی بلکہ انسانی جسم کو اسٹائلائزڈ یعنی سجاوٹی انداز میں تراشا گیا ہے جس میں جسمانی پٹھوں اور قدرتی ساخت کو نہیں دکھایا گیا۔ چوڑیوں سے ڈھکے ہوئے دونوں بازو گھٹنوں پر رکھے معلوم ہوتے ہیں، جب کہ گھٹنوں کو تخت کے کناروں سے باہر نکلتے ہوئے بنایا ہے۔ سر کو ٹوپی نما کسی شے سے ڈھکا گیا ہے جس کے دونوں طرف بھینسے کے مڑے ہوئے سینگوں کو بنایا گیا ہے جس میں دو عمودی لکیریں اور تین پیپل کے پتے مرکزی حصے سے ابھرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ پوری مجسمہ سازی کی ساخت متوازن شکل میں ہے۔ سر کے لباس کے دونوں اطراف میں تحریر موجود ہے جس کی زبان کو ابھی سمجھا نہیں جاسکا۔ یہ مہر پیلسٹیناٹ میں کھدی ہوئی ہے۔

5.2 راہب بادشاہ کا مجسمہ (Priest King)



شکل 5.5: پریٹ کنگ،

وادی سندھ کی تہذیب میں پائے جانے والے کچھ گول مجسمے اپنی کارآمد تکنیک کی وجہ سے کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں استعمال ہونے والا مواد زیادہ تر پیلسٹیناٹ، الاباسٹر اور چونا پتھر تھا۔ چونے کے پتھر میں کندہ کردہ بہترین مثالوں میں سے ایک مجسمہ ہے جسے کچھ مورخین نے راہب بادشاہ (Priest King) (شکل 5.5) کا نام دیا ہے۔

یہ مجسمہ کندھوں اور سر پر مشتمل ہے۔ آنکھیں آدھی کھلی بنائی گئی ہیں جو شاید اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ مراقبہ کی حالت میں دکھایا گیا ہے۔ سر اور داڑھی پر بال لکیری بیٹرن میں تراشے گئے ہیں، جبکہ ہونٹوں کے اوپر مونچھوں کو صاف دکھایا گیا ہے۔ ناک لمبی اور براہ راست پیشانی سے جڑی دکھائی گئی ہے۔ ہونٹ چوڑے اور پیشانی نیچی ہے۔ سر پر بندھا ہوا ایک بینڈ معزز حیثیت کی گواہی دے رہا ہے۔ کان سادہ انداز میں بنائے گئے ہیں جب کہ ان میں بالی کے لیے ایک سوراخ نمایاں ہے۔ کندھے پر جوشال بنائی گئی ہے اس پر تین پتی پھول (Trefoil Pattern) کی کڑھائی کی گئی ہے۔ ایک کندھا شال سے ڈھکا ہوا اور دوسرا خالی دکھایا گیا ہے۔ مجموعی طور پر لباس مذہبی لگاؤ کو ظاہر کر رہا ہے۔

5.3 گندھارا تہذیب سے ملنے والا گوتم بدھ کا مجسمہ (فاتحہ کی حالت میں)

گندھارا تہذیب سے وابستہ بدھ آرٹ کشان دور میں اپنے عروج پر پہنچا۔ اس دور میں بہت سے مجسمے بنائے گئے جن میں بیشتر مجسمے گوتم بدھ کے تھے۔ ان میں مہاتما گوتم بدھ کو ہمیشہ ہاتھوں اور پیروں کی ایک خاص پوزیشن میں بیٹھے ہوئے یا جامد حالت میں کھڑا دکھایا گیا ہے۔ گندھارا آرٹ (شکل 5.6) میں دو قسم کے مجسمے پائے گئے ہیں۔

1- ہائی (High) ریلیف (پس منظر کی سطح کے ساتھ منسلک مجسمے جو سامنے سے زیادہ ابھرے ہوئے ہیں اور گول مجسمے جیسے دیکھتے ہیں)

2- لو (Low) ریلیف (پس منظر کی سطح سے جڑے کم ابھرے مجسمے)

مجسمے خانقاہوں اور اسٹوپوں (Stupas) میں رکھے گئے تھے، اور فن تعمیر کو سجانے یا عبادت کی غرض سے بنائے گئے تھے۔

مہاتما گوتم بدھ کا مجسمہ گندھارا آرٹ کی بہترین مثالوں میں سے ایک ہے۔ اس کی پینائش 84 سینٹی میٹر ہے اور اسے لاہور کے عجائب گھر میں نمائش کے لیے رکھا گیا ہے۔

مجسمہ میں مہاتما گوتم بدھ کو روشن ضمیری کی تلاش کے دوران میں فاتحہ کی حالت میں دکھایا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس تلاش اور فاتحہ کشی کے نتیجے میں ان کا جسم کمزور ہو گیا، اور ان کی ہڈیاں بہت نمایاں ہو گئیں، خاص طور پر پتلی جلد اور گوشت کے نیچے پسلیوں کا پنجرہ۔ آخر کار پینتیس سال کی عمر میں انھوں نے روشن ضمیری کو پالیا۔ اس مجسمہ میں انسانی جسم کی حقیقت پسندانہ عکاسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کے مجسمہ ساز انسانی ہڈیوں اور ڈھانچے کا کس قدر مطالعہ رکھتے تھے۔

شکل 5.6: گندھارا تہذیب سے ملنے والا مہاتما گوتم بدھ کا مجسمہ

اس مجسمے میں مہاتما گوتم بدھ یوگی پوز میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ گود میں رکھے ہوئے ہیں۔ بیٹھنے کا یہ انداز دھیان مدر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سر کے پچھلے حصے میں بنایا گیا بالہ عزت اور وقار کی علامت ہے۔ گوتم بدھ کے سر پر بنے بالوں کے جوڑے کو اشنیشا (Ushnisha) اور بھنوں کے درمیان ایک نشان کو ارنہ (Urna) کہا جاتا ہے۔ مہاتما بدھ کے چہرے کو ڈاڑھی کے ساتھ دکھانا ایک نایاب مثال ہے۔

اس سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ فاقے کے دوران میں اپنے جسم کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیتے تھے۔ اس مجسمے میں کانوں کو لمبا اور لٹکا ہوا دکھایا گیا ہے جب کہ آنکھیں اس قدر دھنسی ہوئی بنائی گئی ہیں کہ وہ کالے گہرے کھدوں کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ ایک کپڑا ان کی ٹانگوں کو ڈھانپ رہا ہے، جب کہ دوسرا کپڑا بازوؤں پر پیٹھ کے چاروں طرف سے لٹکا ہوا ہے۔ وہ چوترا جس پر مہاتما گوتم بدھ براہمن دیکھائے گئے ہیں اس پر لو (Low) ریلیف کی صورت میں عبادت گزاروں کے اجسام کی عکاسی کی گئی ہے۔

5.4 مکلی قبرستان یا مکلی پہاڑی (Makli Hill)

ٹھٹھہ (سندھ)، پاکستان کے قریب مکلی پہاڑی دنیا کے سب سے بڑے قبرستانوں میں سے ایک ہے جس میں مشرق وسطیٰ کے تاریخی مقبروں کا ایک شاندار مجموعہ موجود ہے۔ پودھوں سے اٹھارویں صدی عیسوی تک ٹھٹھہ میں رہنے والے مقامی شاہی خاندان مکلی پہاڑی کو قبرستان کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

”سمہ خاندان“ نے 190 سال سے 1333ء سے 1524ء تک سندھ پر حکومت کی جو اس وقت ایک آزاد مملکت تھی۔ اس خاندان کے جام نظام الدین کا دور نہ صرف سب سے طویل (1461ء تا 1508ء) تھا بلکہ اسے سندھ کی تاریخ کا سب سے شاندار دور سمجھا جاتا ہے۔

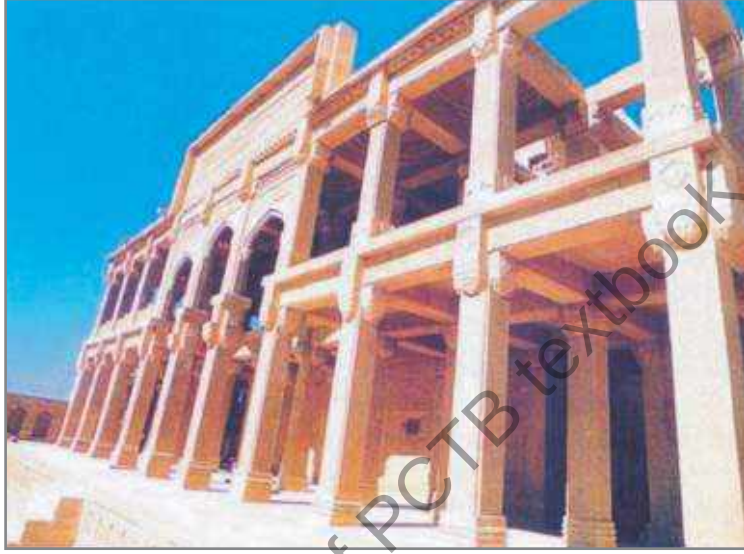
یکے بعد دیگرے تمام حکمرانوں نے اس قبرستان کی مختلف قبروں کے تعمیراتی ڈیزائن کو تشکیل دیا۔ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار خاص لوگوں کو وہاں دفن کیا گیا جن میں بادشاہ، ملکہ، معلم، برگزیدہ اور معتبر شخصیات شامل تھے۔ قبروں کے علاوہ اس پہاڑی پر مساجد، مندر، سوئمنگ پول، تعلیمی ادارے، مخطوطات، تفریحی ہال (شکل 5.7 سے 5.12) بھی موجود ہیں۔

”جام نظام الدین سمو (سلطان نظام الدین شاہ) بھی دوسرے سمہ حکمرانوں کی طرح ٹھٹھہ کے قریب مکلی پہاڑی کے تاریخی قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کا مقبرہ فن تعمیر کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ اس مقبرے کی دیواریں پر ندوں کی ایک قطاروں، سورج مکھی کے پھول، کنول کے پھول اور کھڑکیوں سے سجائی گئی ہیں۔ سجاوٹ کا یہ انداز قدیم سندھ کے شاندار ماضی کی علامت ہے“ (شکل 5.7)۔

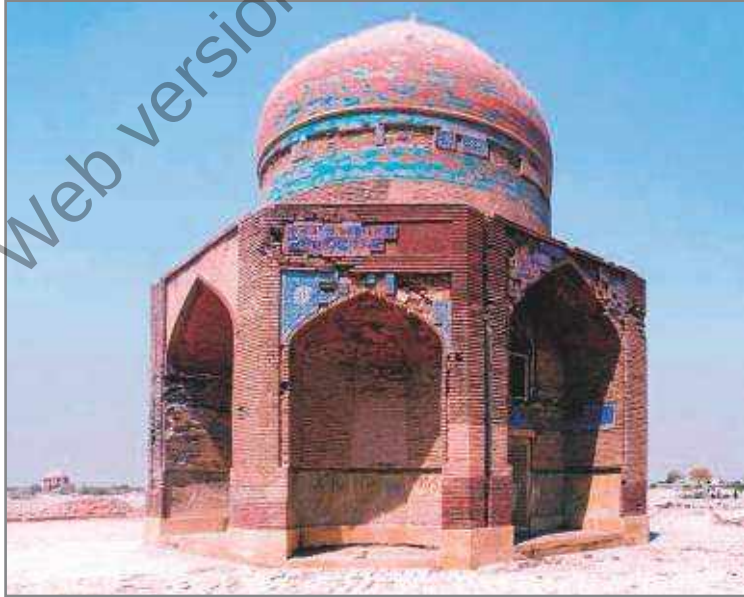


شکل 5.7: نظام الدین سمو کا مقبرہ، مکلی پہاڑیاں، ٹھٹھہ، پاکستان

پتھر سے تعمیر کردہ مقبروں کی اس وقت کے حکمران کے مطابق تخلیق کے چار مختلف ادوار میں درجہ بندی کی گئی۔ کچھ قبریں لمبے کالموں پر مشتمل ہیں، جب کہ دوسروں کو محرابوں سے سجایا گیا ہے۔ مجموعی طور پر، پہاڑی مختلف آرکیٹیکچرل شکلوں کا ایک مجموعہ ہے۔ کچھ قبروں پر قرآنی آیات کندہ ہیں، جب کہ کچھ ڈھانچے ہندو تعمیراتی عناصر کو ظاہر کرتے ہیں۔



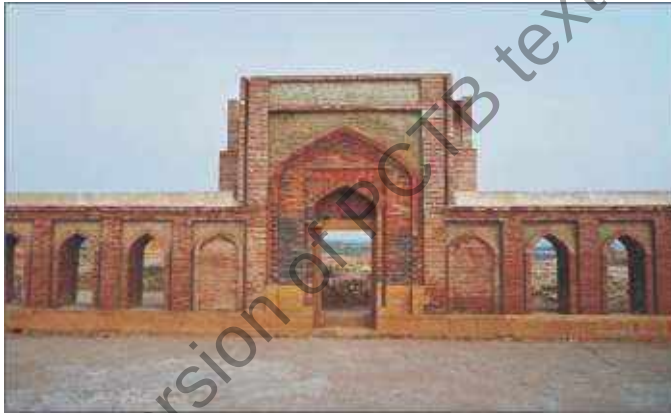
شکل 5.8: مہلی پہاڑی پر کالموں پر مشتمل ایک عظیم الشان عمارت



شکل 5.9: مہلی پہاڑی پر ایک مقبرہ



خاکہ 5.10: مکی پہاڑی پر مقبرے کا اندرونی حصہ



شکل 5.11: ایک مقبرے کی بیرونی دیوار



شکل 5.12: مکی پہاڑی پر دیوان صفا خان کی قبر پر خطاطی کا نمونہ

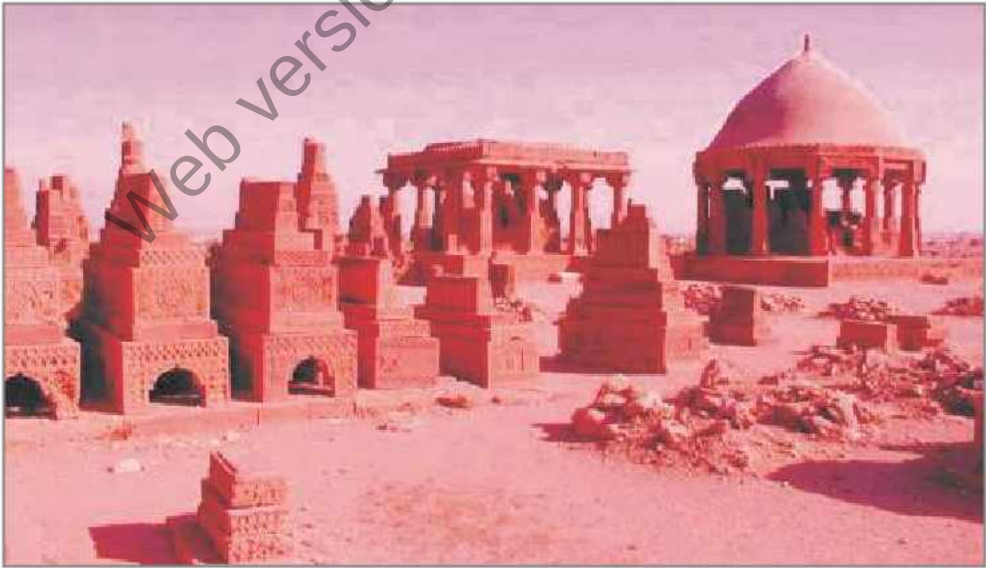
5.5 چوکنڈی مقبرے

چوکنڈی مقبرے شاندار تعمیر شدہ قبروں کی ایک اور مثال ہے۔ یہ کراچی کے قریب واقع ہیں۔ یہ قبریں ریتلے پتھر سے تعمیر شدہ ہیں جو پیچیدہ ڈیزائن اور نقاشی سے آراستہ کی گئی ہیں، اور قابل ذکر طور پر اچھی حالت میں محفوظ ہیں۔ (شکل 5.13 سے 5.18)

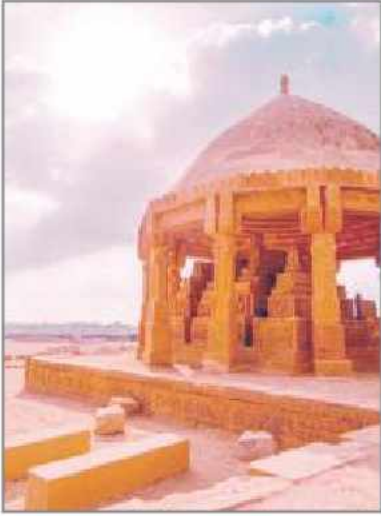
”چوکنڈی مقبرے عام طور پر سندھ کے جوکھیو اور بلوچ قبائل سے منسوب ہیں اور پندرھویں اور انیسویں صدی عیسوی کے درمیان تعمیر کیے گئے تھے۔ چوکنڈی کا لفظی مطلب چار کونے ہے۔ یہ مقبرے زرد ریتلے پتھر (Sand Stone) سے بنائے گئے ہیں جو ٹھٹھہ کے قریب ایک ریلوے اسٹیشن جنگ شاہی سے حاصل کیے گئے تھے۔



شکل 5.13: چوکنڈی مقبروں کا ایک منظر



شکل 5.14: چوکنڈی مقبروں کا ایک نظارہ



سب سے زیادہ متاثر کن قبریں مصری اہرام کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ وہ شکل میں مستطیل ہیں۔ قبروں کی پوری سطح پر بنے جیومیٹرک ڈیزائن غیر معمولی ہیں۔ جیومیٹرک ڈیزائنوں میں پیچیدہ نقش و نگار منفرد ہیں اور ان کی نفاست لکڑی کی نقاشی کا تاثر دیتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل سندھ اور بلوچستان میں بنائے جانے والے ٹیکسٹائل پیٹرن، زیورات اور لکڑی کی نقاشی میں بھی یہی ڈیزائن پائے جاتے ہیں۔ یہ مقبرے صرف سندھ اور بلوچستان میں پائے جاتے ہیں جو کران کے ساحل پر دریائے سندھ کے کنارے سیہون شریف تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ہیدان، لہیلہ جیسے مقامات میں اور ملیر، ڈنبلوٹ اور میرپور ساکرو میں پرانی ٹرنک روڈ کے ساتھ واقع مقبرے زیادہ خوبصورتی سے تراشے گئے پتھر سے تعمیر کیے گئے ہیں۔ کئی مقبرے دریائے سندھ کے مشرق کی جانب گج، تھریا، سوندہ اور سیہون شریف میں بھی ملے ہیں۔

شکل 5.15: ایک پتھر پولین کے نیچے چوکنڈی مقبرے

بہت سے مقبرے خوبصورت جیومیٹرک ڈیزائن اور پھولدار نقش و نگار سے آراستہ کیے گئے ہیں۔ جیسے دائرے اور آٹھ کونے حصار میں بنے کراس، مربع، پانچ کونے یا مخمس (Pantagons)، چھ کونے یا مسدس (Hexagon)، ستارے کی شکل کے ڈیزائن، شیورون لائنیں، پٹی دار نمونے اور تعویذ نما ڈیزائن قبروں پر بنائے گئے ہیں۔ کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ کچھ قبریں انسانوں اور مختلف مناظر کی تصویر کشی سے آراستہ کی گئیں تھیں مثلاً شکار کے مناظر، زیورات کی عکاسی، جنگی ہتھیاروں کی تصاویر جو دیکھنے والوں کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی تھیں کہ کون سی قبر کسی جنگ جُو کی ہے یا دست کار کی ہے۔ ایسی قبریں تقریباً ناپید ہو چکی ہیں۔

کچھ جگہوں پر چھتری نما گنبد (Canopies) بھی پائے گئے ہیں (شکل 5.19)، جن میں سے ایک کا نقشہ مربع شکل میں ہے اور یہ آٹھ ستونوں والا ہے، ستونوں کے اوپر اور اس پر ایک گول گنبد نما چھت بنائی گئی ہے۔ جس کے اوپر ایک قبہ بھی نصب ہے۔ ستون آٹھ کونے ہیں اور شیورون پیٹرن اور چار بریکٹوں کے ساتھ سجائے گئے ہیں ان بریکٹوں کو بھی سجایا گیا ہے۔ تراشے ہوئے ڈرپ اسٹون اور پیرا پیٹ بھی چھتری کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔



شکل 5.16: چوکنڈی مقبرے



شکل 5.17: چوکنڈی مقبروں پر تراشے گئے پیچیدہ نقش و نگار



شکل 5.18: حیرت انگیز تراشے ہوئے پتھروں کا قریبی منظر



شکل 5.19: مربع شکل کے بنیادی نقشے پر بنے چھتری نما گنبد، ذوالفقار علی کھلویزوسے لی گئی تصویر

5.6 پاکستان کے ماسٹر مجسمہ ساز

شاہد سجاد (1937 تا 2014ء)

شاہد سجاد پاکستان کے ممتاز اور بین الاقوامی شہرت یافتہ مجسمہ سازوں میں سے ایک ہیں۔ چھوٹی عمر میں ہی، وہ خطاطی میں دلچسپی لینے لگے اور جلد ہی اس ہنر میں مہارت حاصل کر لی۔ ڈرائنگ کی مشق کے ساتھ ساتھ انھوں نے سائن بورڈ پینٹرز کو کام کرتا دیکھ کر بہت کچھ سیکھا۔ وہ ایک کامیاب فن کار بن گئے، انھیں فلم سازی اور مصوری میں زیادہ دلچسپی تھی۔ ان کے موٹر سائیکل پر یورپ اور ایشیا بھر کے تین سالہ سفر نے دنیا کو ان کی بے چین طبیعت سے متعارف کروایا۔ وہ خاص طور پر بالی، فلپائن اور جاپان کی چوب کاری اور پیرس، فرانس کے موسی ڈولور میں رکھے گئے پال گوگین (Paul Gauguin) کے لکڑی کے مجسموں سے بے حد متاثر تھے۔



شکل 5.20: شاہد سجاد کے لکڑی سے بنے ہوئے مجسمے (حوالہ: <http://www.artnowpakistan.com/18379-2/>)

شاہد سجاد نے اپنے پیشہ ورانہ کیریئر کا آغاز مجسمہ ساز کی حیثیت سے لکڑی کے بڑے بڑے اجسام پر مشتمل مجسموں (شکل 5.20) سے کیا۔ ان مجسموں کی تشکیل کے لیے وہ مشرقی بنگال کی دیہی ثقافت، لطافت اور خوبصورتی سے متاثر تھے۔ ایک جاپانی استاد سے تربیت حاصل

کرنے کے بعد انھوں نے ”نامیاتی اشکال بنائیں جو انسانی اجسام سے ملتی جلتی تھیں“ اور انھیں کانسی کے چھوٹے مجسموں میں کاسٹ کیا۔ 1990ء کی دہائی کے آخر میں انھوں نے پھر سے لکڑی کے مجسمے اس طرح بنائے کہ وہ ایک ہی لکڑی کے ٹکڑے سے ماں، باپ اور بچے کے جسم کو تراش لیتے تھے۔ ان مجسموں میں ماں اور بچے کے مجسموں کے ایک دوسرے سے منسلک حصے کافی معنی خیز اور متاثر کن انداز میں بنائے گئے ہیں۔ وہ گرے ہوئے درختوں کی لکڑی کو تراش کر مجسمے تیار کرتے تھے، اور اس عمل کے دوران میں انھوں نے مختلف قسم کی لکڑی کے ٹیکچر اور خصوصیات کے بارے میں سیکھا۔

1974ء میں کراچی آرٹس کونسل میں لکڑی اور کانسی کے مجسموں کی ان کی سولو Solo نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ 1977ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والے قومی مجسمے کی نمائش میں انھوں نے پہلا انعام جیتا۔ انھوں نے 1981ء میں پاکستان آرمی کے لیے کانسی کا ایک میورل مجسمہ تیار کیا جس کا عنوان کیولری تھر دی ایجز (Cavalry Through the Ages) تھا۔ کولڈ کاسٹ کانسی میں اگلا میورل مجسمہ کراچی کے میری ٹائم میوزیم کے لیے بنایا۔ 1994ء میں منعقد ہونے والی ایک نمائش میں انھوں نے بڑے مجسموں کا ایک مجموعہ پیش کیا جس کا عنوان میرے قدیم لوگ (My Primitives) تھا۔ ان مجسموں میں بنگلہ دیش کے رنگا متی جنگل میں ان کے دورے کی عکاسی کی گئی تھی۔ 1996ء میں، وہ نیشنل کالج آف آرٹس سے منسلک ہو گئے۔ وہ کراچی میں اینڈس ویلی اسکول آف آرٹ اینڈ آرکیٹیکچر کے بانی ارکان میں سے ایک تھے۔

رابعہ زبیری

رابعہ زبیری پاکستان کی صف اول کی خاتون مجسمہ سازوں میں سے ایک ہیں۔ وہ 1940ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئیں اور انھوں نے اپنی زندگی پاکستان میں آرٹ اور آرٹ کی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے وقف کر دی۔ انھوں نے 1959ء میں علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا سے گریجویشن کیا۔ بعد میں انھوں نے گورنمنٹ کالج لکھنؤ میں مجسمہ سازی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا۔

رابعہ زبیری اپنی بہن ہاجرہ منصور کے ساتھ پاکستان میں آرٹ کی تعلیم اور نئے آرٹ انسٹی ٹیوٹ اور گیلریوں کے قیام کے فروغ کے لیے پر جوش انداز میں مصروف رہیں اور بعد میں پاکستان کے معروف فنکار منصور راہی کے ساتھ فنی کارناموں میں شمولیت اختیار کی۔ انھوں نے 1964ء میں کراچی کا پہلا آرٹ اسکول، کراچی اسکول آف آرٹ (کے ایس اے) قائم کیا۔ اس انسٹی ٹیوٹ نے متعدد عمدہ فنکاروں اور ماہرین تعلیم کی پیداوار کی تعریف کی۔



خاکہ 5.21: ترقی پسند دنیا کے نام امن کا پیغام، رابعہ زبیری کا مجسمہ نیشنل آرٹ گیلری پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس اسلام آباد پاکستان کے سامنے نصب

ان کا فنی شاہکار: سات اجسام پر مشتمل ایک آرٹ ورک، ہر ایک سات فٹ لمبا ایک سرکلر ساخت دس فٹ قطر میں ہے جس کا عنوان ہے: ”ترقی پسند دنیا کے لیے امن کا پیغام“ (شکل 5.21)۔ یہ کانسٹی کے فائبر اور اسٹیل میں تین سال کی گہری محنت کا نتیجہ ہے، اور یہ نیشنل آرٹ گیلری، اسلام آباد میں دکھائے جانے والے قومی مجموعے کا حصہ ہے۔ وہ ایک عمدہ مصور بھی تھیں اور ان کی ڈرائنگ اکثر تعمیراتی خطوط لگتی ہے۔ ان کے فن پاروں کا موضوع انسانیت ہے۔ ڈرائنگ، مصوری اور مجسمہ سازی کے ذریعے سے، وہ دنیا کو محبت، معافی، سماجی انصاف اور امن (شکل 5.22) تلاش کرنے کے لیے آواز دیتا ہے۔ وہ آرٹ کے لیے متعدد قومی ایوارڈز کی وصول کنندہ ہیں جن میں صدر کا پرائیڈ آف پرفارمنس اور لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ شامل ہیں۔



خاکہ 5.22: کلفٹن آرٹ گیلری کراچی پاکستان کے مجموعے میں رابعہ زہیری کا کانی کا ایک مجسمہ